

مولانا عرفان الحق اعظمی رتھانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

تقویم اسلامی اور ماہ صفر کی نحوست کا غلط عقیدہ (قرآن پاک، روایات اور اکابرین کے ارشادات کی روشنی میں)

اسلامی (قمری) سال کے بارہ مہینے ہیں ان مہینوں کا تعلق چاند کی گردش کے ساتھ ہے۔ **هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَّتَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ** (یونس ۴) ترجمہ: ”اللہ وہ ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا اور ان میں ہر ایک کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم سالوں تک ان کا حساب و شمار معلوم کر سکو۔“ احکام شرعیہ (روزہ، حج، زکوٰۃ، عدت وغیرہ) میں قمری مہینوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ انگریزی تاریخ ہمیں خوب یاد رہتی ہے مگر اسلامی تاریخ کا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کون سی تاریخ ہے اور کونسا مہینہ ہے؟ یہ اسلامی تقویم کی ناقدی ہے۔

سن ہجری کا آغاز: سن ہجری کا آغاز اس طرح ہوا کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ۲۱ھ کو ایک دستاویز پیش ہوئی جس پر صرف شعبان لکھا تھا، حضرت عمرؓ نے استفسار فرمایا کہ کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ اس سال کا شعبان ہے یا گزشتہ سال کا؟ جس پر مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں تمام بڑے بڑے صحابہ بھی شریک تھے اور آخر یہ طے پایا کہ اس معرکہ کے حل کیلئے اسلامی سن کی ابتداء کی جائے پھر اس پر غور و حوض ہوا کہ اس کی ابتداء کب سے قرار دی جائے؟ حضرت علیؓ کے مشورے سے ہجرت نبویؐ سے اس کا آغاز کیا گیا۔ (تخص الفاروق: علامہ شبلی نعمانی)

اسلامی تاریخ کی ترویج لازمی: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنی مایہ ناز تفسیر ”معارف القرآن“ میں اسلامی تاریخ کے متعلق رقمطراز ہیں۔ ”تاریخ و سال کا حساب چاند و سورج دونوں سے جائز ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کے لئے چاند کے حساب کو پسند فرمایا اور احکام شرعیہ اس پر دائر فرمائے۔ اس لئے قمری حساب کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر ساری امت قمری حساب ترک کر کے اس کو بھلا دے تو سب گناہگار ہوں گے۔ اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی جائز ہے۔ لیکن سنت اللہ اور سنت سلف کے خلاف ضرور ہے۔ اس لئے اس کو بلا ضرورت اختیار کرنا اچھا نہیں۔“ (ج ۳، ص ۳۷۳، سورۃ التوبہ آیت ۳۶-۳۷)

اس عبارت کی روشنی میں میں چاہتا ہوں کہ اسلامی تاریخ کے استعمال کو رواج دیں۔ اپنے گمروں میں اسلامی

کیلنڈر لگائیں اپنی گھڑیوں، کمپیوٹروں اور موبائلوں پر اسلامی تاریخ کو نمایاں کریں۔

۔ کردارِ حج جہاں میں دوستو اب تم سن ہجری نہ لکھنا بھول کر بھی اب کہیں تاریخ انگریزی

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہماری نئی نسل کے اکثر نوجوان ایسے ہیں جنہیں اسلامی مہینوں کے نام تک یاد نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوتاہی کو معاف فرمائے۔ امین۔

اسلامی قمری سال کے مہینوں کے نام یہ ہیں: محرم الحرام، صفر المظفر، ربيع الاول، ربيع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرم، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔

ان مہینوں میں چار مہینے معزز اور محترم ہیں۔ اس بات کا اظہار قرآن مجید میں اس طرح سے کیا گیا ہے:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فَمِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الْيَمِينُ فَلَا تَطْلُبُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَأَلْفَةٍ كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَأَلْفَةٍ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ. (سورة التوبة، ۳۶) ”بیشک مہینوں کی تعداد تو اللہ کے نزدیک بارہ ہی ہیں۔ اسی دن سے جب سے اللہ نے زمین و آسمان بنائے۔ ان میں سے چار مہینے خصوصاً عظمت والے ہیں۔ یہ دین ہے مضبوط۔ پس ظلم نہ کرو اپنی جانوں پر ان مہینوں میں اور سب کے سب مشرکین سے لڑو جیسا کہ وہ تم سے مل کر لڑتے ہیں۔ جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ متقوں کے ساتھ ہے۔“

عظمت والے چار مہینے: ان بارہ مہینوں میں جو چار حرمت والے ہیں اس کی تشریح و توضیح نبی کریم صادق مصدق ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ یوم النحر میں اس طرح فرمائی کہ تین مہینے مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (مسند احمد)

اسی عظمت و حرمت کی بنیاد پر عرب قبل از اسلام جاہلیت کے دور میں ان مہینوں میں جنگ و جدال سے پرہیز کرتے۔ اسلام میں ان مہینوں کی عظمت و حرمت اور زیادہ ہو گئی۔

مہینوں کے نام کے وجوہ تسمیہ: اسلامی مہینوں کی وجہ تسمیہ کے بارے میں شیخ علم الدین سخاوی نے اپنی کتاب ”المشہور فی اسماء الايام والشهور“ میں لکھتے ہیں: کہ محرم کے مہینے کو اس کی تعظیم و احترام کی وجہ سے محرم کہا جاتا ہے۔ صفر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں عموماً عرب لوگوں کے گھر خالی رہتے۔ حرمت والے مہینے گزر جانے کے بعد عرب لوگ لڑائیوں اور اسفار پر نکل جاتے۔ جب مکان خالی ہو جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں کہ صفر المكان۔ ربيع الاول نام کا سبب یہ ہے کہ اس مہینے میں بہار آنے پر ان عربوں کی اقامت اپنے گھروں میں ہو جاتی، ارجاع اقامت کو کہتے ہیں۔ ربيع الثانی کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ جمادی الاول جمود سے ہے شاید کہ اس مہینے کا نام جس سال رکھا جا رہا تھا اس سال یہ مہینہ انتہائی سردی میں آیا ہو اور عربوں کی شہر کی وجہ سے اس مہینے کو جمادی الاول کہا ہوا۔ جمادی الثانی کی وجہ

بھی یہی ہوگی کہ یہ پانی کے جم جانے کا دوسرا مہینہ تھا۔ رجب تریب سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی تعظیم ہے چونکہ یہ مہینہ عزت و عظمت والا ہے۔ اسلئے رجب کہا گیا۔ شعبان تعجب سے ہے۔ اس کا معنی جدا جدا ہونا ہے۔ اس مہینے میں چونکہ عرب عاداتِ ثلاث مار کیلئے ادھر ادھر متفرق و منتشر ہو جاتے تھے اسلئے یہی نام رکھا گیا۔ رمضان کو رمضان اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں اونٹنیوں کے پاؤں بوجہ شدت گرمی جلنے لگتے ہیں۔ رمضان الفصال اس وقت کہتے ہیں کہ جب اونٹنیوں کے بچے سخت پیاسے ہو۔ شوال خلعت الابل سے ہے یہ مہینہ اونٹوں کی مستیوں کا مہینہ تھا اسلئے یہ نام دیا گیا۔ ذوالقعدہ قعود سے ہے۔ اس ماہ میں عرب لوگ لڑائی وغیرہ سے برکنار ہو کر بیٹھ جاتے۔ اسلئے ذوالقعدہ کہلایا۔ ذوالحجہ اس ماہ میں حج ادا کیا جاتا ہے۔ اسلئے ذوالحجہ سے موسوم ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۱۳-۱۲)

ان وجوہ تسمیہ کے علاوہ بھی بعض دیگر وجوہ تسمیہ بیان کئے گئے ہیں جس کیلئے متعلقہ کتابوں کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔ صفر کی دوسری وجہ تسمیہ اور نحوست کا غلط نظریہ: صفر جو اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے اس کی ایک وجہ تسمیہ تو آپ نے ملاحظہ کی دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ صفر بمعنی زردی کے ہے۔ اتفاقاً جب اس مہینے کا نام متعین ہو رہا تھا اس وقت پت جھڑکا موسم تھا۔ درختوں کے پتے پیلے تھے اسلئے صفر نام رکھا گیا۔ (غیاث اللغات)

اسلام سے قبل جاہلیت میں غلط نظریات و رسومات کا دور دورہ تھا۔ اسلام نے آ کر وحدانیت کا بول بالا کرتے ہوئے ایسی تمام چیزوں کو روند ڈالا۔ اسلئے رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ لا کل شئی من امر الجاہلیۃ تحت قدمی موضوع ”اے لوگوں تم آگاہ رہو کہ جاہلیت کے معاملات میں سے ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے“ (مسلم شریف)

مجملہ دیگر توہمات جاہلیہ کے ایک توہم اور عقیدہ یہ بھی ہے کہ صفر کا مہینہ نحوس ہے۔ آج بھی یہ بات زہان زد عام و خاص ہے کہ بلکہ میں نے بڑے اچھے اچھے دیندار گھرانے کے لوگوں اور بالخصوص عورتوں سے صفر کی نحوست کا سنا ہے۔ گویا کہ بعض عورتوں کا تو یہی مذہب ہے کہ اس مہینے میں بلائیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں لوگوں کو نقصانات پہنچتے ہیں اسی وجہ سے اس ماہ میں زیادہ تر لوگ شادی بیاہ اور دیگر پر مسرت تقریبات کے انعقاد سے گریز کرتے ہیں۔

قرآن پاک کی روشنی میں نفع و نقصان کا اختیار: نفع اور نقصان دینے کا اختیار صرف اور صرف رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے اس حقیقت کو قرآن پاک نے اس طرح بیان فرمایا: قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ (الزمر ۳۸)

اس آیت میں رب تعالیٰ نے چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی بھی غیر اللہ کے پاس نفع و نقصان پہنچانے کی قوت ہے تو جس کو اللہ نقصان پہنچانا چاہے وہ اسے اُس نقصان سے محفوظ کر کے دکھائیں۔ یا جسے اللہ اپنی رحمت اور انعام سے فیضیاب

کرنا چاہیے وہ اس رحمت کو روک کر دکھائیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُوَسَّلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (طافور: ۲) اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر رحمت نازل فرمائے اُس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جن پر رحمت کو بند کر دے اُس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں، وہی غالب اور حکمت والا ہے۔ ان آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی کہ خیر اور شر کا تعلق کسی ماہ و سال مکان یا کسی شخصیت کے ساتھ وابستہ نہیں۔

صفر نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے آئینہ میں: آئیے ہم اس مسئلہ کو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ: عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا ہامۃ ولا طہرۃ ولا صفۃ ولا فقر من المجدوم کما تفر من الاسد۔

”حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا بدقالی، نحست اور صفر یہ سب باتیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور مجہدوم شخص سے اس طرح بچو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔“ اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے: عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا ہامۃ ولا نوۃ ولا صفۃ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا الوستارہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔“

امام مسلمؒ نے ایک دوسری روایت یوں نقل کی ہے کہ: عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا غول ولا صفۃ حضرت جابرؓ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرض کا لگ جانا اور غول یا بانی (صحرا میں جنات کا بہکانا) اور صفر (کی نحست) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ترمذی شریف کی ایک روایت جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے، میں حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے: اس بات کا یقین کرو کہ اگر ساری امت جمع ہو کر تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے تو بجز اللہ تعالیٰ کے تمہیں نہیں پہنچا سکتی۔ مگر وہیں جو اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہو۔ اور اسی طرح پوری امت مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہو یعنی نفع و نقصان اللہ کے اختیار میں ہے۔

احادیث کے الفاظ کی مختصر تشریح: لا عدوی کا مطلب ہے کہ ایک بیماری کا دوسرے کو لگنا۔ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ جو شخص بیمار کے ساتھ بعت ویر خاست اور کھانا پینا کرے تو اسے بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ اس جاہلانہ عقیدے کو رسول اللہ ﷺ نے باطل قرار دیا اور فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں۔ ولا طہرۃ: عربوں کی عادت تھی کہ وہ شگون یا فال لیتے تھے کسی کام کے شروع کرنے سے قبل پرندہ اڑاتے تھے اگر وہ دہنی طرف اڑتا تو اسے کامیابی اور خیر تصور

کرتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اسے نحوست اور شر مراد لیتے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدگھٹو لینا اس کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ ولا ہامۃ: حامہ ایک قول کے مطابق الکو کہتے ہیں۔ الو کی نحوست لوگوں میں مشہور ہے۔ مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ جہاں الو آ کر بیٹھے اور بولے تو وہ گھبر باد ہوتا ہے۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عقیدے کو بھی باطل قرار دیا۔ ولا نسوء: نوء کے معنی ہیں چاند کی منزل۔ چاند کی اٹھائیں منزلیں ہیں۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ جب چاند ان میں سے بعض منازل میں داخل ہوتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔ اس عقیدہ کا ابطال بھی نبی کریم ﷺ نے کر دیا اور فرمایا کہ نزول بارش الہی تقدیر سے ہوتی ہے۔ ولا غول: غول جنات اور شیاطین کی ایک خاص قسم ہے جن کے بارے میں عربوں میں مشہور تھا کہ یہ انسان کو سحر اور دیرانے میں گمراہ کرتے ہیں اور پھر آخر کار مار ڈالتے ہیں رسول کریم ﷺ نے اس قسم کی شیطانی گرفت کی نفی فرمادی۔ ولا صفر: صفر نہیں ہے اس کا ایک معنی یہ ہے کہ صفر سے مراد وہ مہینہ ہے جو حرم کے بعد آتا ہے۔ عوام اس (ماہ کو) کو محل نزول حوادث و آفات و بلیات جانتے ہیں۔ اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے تیش زنی کی۔ اور فرمایا کہ صفر کی نحوست کا عقیدہ غلط ہے۔ وقت اور زمانہ فی نفسہ برا نہیں ہوتا۔ خیر اور شر انسان کے اپنے عمل میں ہوتا ہے۔ زمانے کو برا بھلا کہنے سے حدیث میں منع وارد ہوئی ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ لا تحسبوا اللہم فانی انا اللہم زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ تو میں ہی ہوں۔

”مظفر“ اور ”خیر“ کی صفت ”صفر“ کے ساتھ لگانے کا سبب غلط نظریہ پر رد: عام طور پر صفر کے ساتھ مظفر یا خیر کا لفظ لگایا جاتا ہے اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ لوگوں کے غلط نظریہ پر رد ہو کہ یہ مہینہ نحوست کا ہے۔ مظفر کے معنی کامیابی و کامرانی والی چیز اور خیر کے معنی نیکی اور بھلائی کے ہیں۔ یہ الفاظ لگا کر یہ درس دیا گیا ہے کہ اسے منحوس نہ سمجھا جائے بلکہ کامیابی اور خیر کا مہینہ سمجھا جائے۔

آئیے اب بعض فتاویٰ کی روشنی میں اس غلط عقیدے اور توہم کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

کوئی وقت دن اور مہینہ منحوس نہیں: فتاویٰ رحمہ میں ماہ صفر کے نحوست کے حوالہ سے ایک جواب میں یہ حقیقت اس طرح واضح کی گئی کہ ”واقع میں وقت دن مہینہ یا تاریخ منحوس نہیں ہوتے۔ نحوست بندوں کے اعمال و افعال پر منحصر ہے۔ جس وقت کو بندوں نے عبادت میں مشغول رکھا وہ وقت ان کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کو گناہ کے کاموں میں صرف کیا وہ ان کیلئے منحوس ہے۔ حقیقت میں عبادات مبارک ہیں اور مصیبات منحوس ہیں۔ اس مہینے میں شادی، مہنگی، سفر وغیرہ کے کاموں سے رک جانا گناہ ہے۔“ (کتاب السنۃ والبدعہ - ج ۲ ص ۶۷)

من گھڑت مشہور حدیث: صفر کے بارہ میں لوگوں میں یہ حدیث بھی مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ من بشرونی بخروج صفر بشروہ بالجنة جو مجھے خوشخبری سنا دے کہ ماہ صفر مٹ ہو گیا ہے میں اسکو جنت کی خوشخبری دوں گا۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا کہ ماہ صفر منحوس ہے تب ہی تو آپ ﷺ ماہ صفر کے مٹنے ہو جانے پر خوشی کا اظہار

فرما رہے ہیں۔ محدثین نے اس حدیث کو موضوعی (من گھڑت) قرار دیا ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کیا ہے اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا جائے تو بھی اس سے صفر کی نحوست ثابت نہیں ہوتی بلکہ بعض صوفیاء نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا وصال ربیع الاول میں ہونے والا تھا اور آپ ﷺ کو رب ذوالجلال کی ملاقات کا حد درجہ شوق تھا اس وجہ سے آپ ﷺ صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کے خطر تھے یعنی وصال حق سے قربت کے لئے یہ ارشاد فرمایا واللہ اعلم

آخری بدھ کو بطور عید منانا شیوہ یہود ہے: ایک رسم ماہ صفر کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ اس ماہ کے آخری بدھ کو لوگ بطور خوشی اور عید کے مناتے ہیں۔ لوگ کام کاج چھوڑ کر سیر و تفریح پر نکلتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس دن نبی کریم ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا۔ یہ بات بھی بالکل غلط ہے اس لئے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم ﷺ کے مرض و وفات کی ابتدا ہوئی تھی۔ یعنی بات الٹی ہے کہ اس دن بیماری ختم نہیں بلکہ شروع ہوئی تھی۔ تو اب سوال یہ ہے کہ مرض و وفات پر خوشی منانا کیسی؟ درحقیقت یہ دن بطور خوشی و سیر و تفریح کے منانا یہودیوں اور مجوسیوں کی رسم ہے۔ یہود کا نبی کریم ﷺ کی شدت مرض سے خوش ہونا بالکل ظاہر ہے۔ اور یہ ان کی عداوت و شقاوت کا عین تقاضا بھی ہے۔ لہذا یہود کی خوشی کا دن تو یہ ہو سکتا ہے مسلمانوں کا ہرگز نہیں۔ (اسلامی مہینوں کے فضائل و احکام مؤلفہ مولانا روح اللہ نقشبندی)

ہمارے اکابرین میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد ننگوئیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر رد کیا ہے اور فرماتے ہیں:

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی۔ تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ جاہل ہندوؤں میں بھی رائج ہو گئی۔ (ہندوؤں سے مسلمانوں میں بھی پھیل گئی)

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵)

کسی شاعر نے بھی کیا خوب زد کیا ہے۔ آخری چہار شنبہ ماہ صفر ہست چو شنبہ ہائے دیگر
نہ حدیث شدہ درآورد نہ در وعید کرد پیغمبر

صفر کے مہینے کا آخری بدھ بھی دیگر ایام کی طرح ہے اس سلسلہ میں نہ کوئی حدیث بیان ہوئی ہے اور نہ نبی کریم ﷺ نے اس میں عید (خوشی) منائی ہے۔

فتاویٰ حقانیہ کے آئینے میں چوری، مٹھائی، حلوہ، چنے وغیرہ کی تقسیم کی شرعی حیثیت: ہمارے ہاں بعض لوگ صفر کے آخری بدھ کو ٹیٹھی چیز شربت، چنے، اور چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ سب کام بھی بے اصل اور بے دلیل ہیں۔ اسے عبادت سمجھ کر کرنے والا بے راہ روی کا شکار ہے۔ مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کے ”فتاویٰ حقانیہ“ میں صفر کی نحوست اور چوری کی رسم کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ: ”یہ سب خرافات اور جاہلیت کی باتیں ہیں اس ماہ مبارک میں آسمان سے کوئی بلا نازل نہیں ہوتی اور یہ مٹھائی اور چوری وغیرہ کی تقسیم کا اہتمام و التزام کرنا بدعت ہے۔“ (ج ۲ ص ۴۶)